حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب شاہ منصوری

حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب شاہ منصوری اس خطّہ صالحین سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ اپنے محل وقوع کے اعتبار سے اگرچہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے لیکن علمی وجاہت کے لحاظ سے یہ مختصر قریہ صدیوں سے علم وفن کا گہوارہ رہا ہے۔ اور تا ہنوز یہ سلسلہ جاری ہے۔ خدا کرے کہ قال اللہ اور قال الرسول کے یہ دل آویز زمزمے یہاں تا قیام قیامت یونہی گونجتے رہیں۔ اگر اس قریہ کی علمی خدمات اور علماء ومشائخ کے حالات اور سوانح حیات پر قلم اٹھایا جائے تو اس سے ایک ضخیم کتاب بن جاتی ہے۔

مولانا موصوف ۱۸۸۴ء کو مولوی محمد دوقی بن مولوی عبدالقادر کے گھر پیدا ہوئے۔ علمی خاندان سے تعلق کی بنا پر ان کے والد بزرگوار (جو کہ خود بھی جید عالم تھے) نے بچپن ہی سے آپ کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دی اپنے گاؤں میں ابتدائی تعلیم سے فراغت کے بعد قریبی گاؤں موضع کڈی تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ آپ نے ان سے صرف ونحو کی بعض کتابوں میں درس لیا۔ ان سے استفادہ کرنے کے بعد آپ موضع درّہ (یہ گاؤں صوابی سے ایک کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے) روانہ ہوئے اور وہاں پر مشہور روحانی پیشوا حضرت لالہ جی صاحب کے حلقۂ درس میں شمولیت اختیار کی۔ ان سے صرف ونحو کی مزید کتابیں پڑھنے کے بعد موضع ڈاگئی ضلع مردان تشریف لے گئے۔ اور وہاں پر حضرت مولانا محمد صدیق[1] اور مولانا عبدالحکیم[2] صاحب کی خدمت میں رہ کر ان سے معقول ومعانی تفسیر وکلام

---

[1] آپ ۱۲۵۲ھ میں جناب مولانا رحمت اللہ کے گھر موضع ڈاگئی ضلع مردان میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ پھر عازم ہندوستان ہوئے وہاں پر مدرسہ عالیہ رامپور میں کچھ کتابیں پڑھیں۔ دورہ حدیث وسند فراغ کے لئے دار العلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ اور حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن کے ہاں دورہ حدیث مکمل کیا۔ فراغت کے بعد وطن واپس آکر آپ نے تدریس کا آغاز کیا۔ تمام علوم وفنون کی کتب کے علاوہ کتب صحاح بھی پڑھاتے۔ شرح ہدایۃ الحکمۃ میبذی پر حاشیہ بنام صدیقیہ بھی آپ نے تصنیف کی جو کہ مطبوعہ ہے چالیس سال تک تدریسی خدمات سرانجام دینے کے بعد (باقی اگلے صفحہ پر)

ہیئت و ریاضی اور حکمت و فلسفہ الغرض فنون کی اکثر کتابیں ان سے پڑھیں۔ شرح وقایہ اور فقہ کی دیگر کتب گڑھی کپورہ مردان میں دصوبیان مولوی صاحب سے پڑھیں۔ ایک سال کے لئے آپ طورو ضلع مردان تشریف لے گئے اور وہاں پر مولانا عبدالجمیل طوروی سے عروض و ادب میں درس لیا۔ اس طرح ایک سال نوشہرہ میں گزار کر دورۂ حدیث کے لئے متھرا تشریف لے گئے۔ اور وہاں مولانا فضل ربانیؒ[1] سے صحاح ستہ وغیرہ کتابیں پڑھیں دوبارہ دورہ حدیث کے لئے آپ غورغشتی تشریف لائے۔ اور وہاں پر شیخ المشائخ محدث کبیر حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی سے سند فراغت حاصل کی۔ فراغت کے بعد آپ نے تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ سب سے پہلے آپ نے اپنے ہی گاؤں سے تدریسی سفر کا آغاز کیا۔ وہاں تین سال کا عرصۂ تدریس گذارنے کے بعد دارالعلوم رحیمیہ دہلی میں تین سال تک درس دیا۔ پھر ایک سال مردان میں مولانا سرفراز خان صاحب کے مدرسہ میں رہے۔ کچھ عرصہ کوہاٹ میں بھی آپ نے تدریس کی۔ اس کے بعد لاہور تشریف لے گئے۔ وہاں ایک سال تک تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد دوبارہ وطن واپس آئے۔ اور جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں سات سال تک مصروف تدریس رہے۔ اس کے بعد دس بارہ سال تک اپنے گاؤں میں آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا۔

حضرت قبلہ گاہ مرحوم مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ العزیز نے آپ سے ابتدائی کتابوں میں درس لیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ دہلی میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ رحمہ اللہ کا جلسہ تھا۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ جلسے کے لئے آئے تھے۔ مولانا[2] میرے پاس آئے اور کہا کہ جلسے کے لئے میں اور آپ اکٹھے جائیں گے۔ کوشش یہ کریں کہ سٹیج کے قریب ہمیں نشست مل جائے۔ کیونکہ آپ کو معلوم ہے میری قوت سماعت کمزور ہے تاکہ میں اچھی طرح

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ ۹۰ برس کی عمر میں ۱۳۴۷ھ کو انتقال فرمایا [2] مولانا حمد اللہ جان آف ڈاگئی کے والد مرحوم

---

[1] مولانا فضل ربانی صاحب موضع متھرا میں جناب مولانا احمد خان صاحب کے ہاں تقریباً ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد اور علاقے کے دیگر علماء سے حاصل کی جن میں مولانا حبیب اللہ صاحب صریخ علاقہ دوآبہ شب قدر زیادہ مشہور ہیں۔ دورۂ حدیث مولانا گل محمد صاحب ترنگزئی سے مکمل کر کے سند حاصل کی۔ آپ علماء معاصرین میں محدث کبیر کے نام سے مشہور تھے۔ تمام علوم کا درس دیتے مگر خصوصیت کے ساتھ میراث احادیث اور تفسیر پڑھاتے۔ بخاری شریف تو اس طرح پڑھاتے گویا اس کے حافظ ہیں۔ آپ کے تلامذہ میں مولانا شمس الحق صاحب افغانی مرحوم بہت ممتاز ہیں۔ تقریباً ۱۰۰ برس کی عمر میں مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۶۸ء میں انتقال فرمایا۔ (ملخصاً از تذکرہ علماء و مشائخ سرحد صہ ۱۳۴)

[2] اس وقت حضرت والد صاحب رحمانیہ دہلی اور مولانا رحیمیہ دہلی میں درس تھے۔

حضرت شاہ جی کی تقریر سن سکوں۔ چنانچہ ہم جلسہ گاہ پہنچے اور وہاں پہ سٹیج کے پاس ہی ہمیں نشست ملی۔ چونکہ آپ ایک مردِ صاحب دل تھے۔ ہر وقت آپ پر جذب و کیف کی کیفیت طاری رہتی۔ جونہی حضرت شاہ صاحب نے اپنی مخصوص لَے میں قرآن پاک کی تلاوت شروع کی۔ فضا پر سناٹا چھایا۔ ایک طرف کلام رب العالمین۔ دوسری طرف شاہ جی کی سحر آفریں اور وجد آگیں آواز۔ مولانا کے پردۂ سماعت سے جب حضرت شاہ جی کی آواز کے زیر و بم ٹکرائے۔ انہوں نے اللہ اکبر کا نعرہ مستانہ لگایا اور پھر کچھ دیر کے لئے مدہوش رہے۔ حضرت شاہ جی پر اس کا بہت اثر ہوا بعد میں فرمایا کہ اس جلسے میں بہت سے اہل دل بھی آئے ہیں۔

آپ نے سب سے پہلے افغانستان کے مشہور روحانی پیشوا ملا شور بازار سے ڈیرہ اسمٰعیل خان میں بیعت کی پھر اس کے بعد حضرت مولانا پیر عبدالمالک صاحب صدیقی نقشبندی قدس سرہ سے بیعت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو خلافت سے نوازا۔ اسی طرح مولانا فضل علی قریشی نے بھی آپ کو سلاسل طیبہ میں اجازت دی تھی۔

میں نے ایک مجلس میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ سے ان کے شاگرد ہونے کے ناطے حضرت مولانا کے بارے میں پوچھا۔ تو حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے فرمایا کہ میں اس وقت بہت کم عمر تھا کہ ان سے شاہ منصور میں ملا حسن، قطبی اور میر زاہد وغیرہ کتابیں پڑھتا تھا۔ وہ حسنِ اخلاق کے پیکر اور نہایت شفیق استاذ تھے۔ مجھے یہ سعادت حاصل ہے کہ میں ان کی خدمت کیا کرتا تھا۔ پھر جب مولانا کوہاٹ کے مدرسے قاضی حسام الدین تشریف لے گئے تو میں بھی ان کے ہمراہ چلا گیا۔ وہاں ان کے ساتھ تقریباً ایک مہینہ گزارنے کے بعد امازو گڑھی ضلع مردان آیا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ مجھے ایک لطیفہ یاد آیا ہوا یوں کہ قیام شاہ منصور کے دوران ایک رات مجھے پیاس لگی۔ بستر سے اٹھ گیا۔ کوزے میں پانی موجود نہ تھا۔ دوبارہ بستر میں لیٹ گیا۔ میں نے سوچا اب کون اس وقت پانی کے لئے جائے۔ کیونکہ پانی دور ایک چشمہ سے لانا پڑتا تھا۔

قریب ہی چارپائی پر حضرت الاستاذ بھی آرام فرما تھے۔ میں سمجھا حضرت محو خواب ہیں۔ لیکن جب میں پانی کے لئے اٹھ گیا تھا اور پھر دوبارہ بستر پر لیٹا تو وہ میری حرکت دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے فرمایا عبدالحق اٹھو اور پانی لاؤ ہر چند کہ میرا جی گرم بستر سے اٹھنے کو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن چونکہ استاذ کا حکم تھا اس لئے (با دلِ ناخواستہ) اٹھا کوزہ لے کر چشمہ سے پانی لایا۔ پھر مولانا نے فرمایا۔ اب پانی پیو۔ پانی پینے کے بعد انہوں نے فرمایا۔ سو جاؤ۔ درحقیقت وہ مجھے تکاسل پسندی سے منع فرمانا چاہتے تھے۔

جب کبھی حضرت مرشد مولانا عبدالمالک صاحب نقشبندی قدس سرہٗ یہاں دارالعلوم حقانیہ تشریف لاتے تو ان کے گرد ان کے خلفاء کا حلقہ جمع ہو جاتا تو چونکہ حضرت الاستاذ بھی ان کے ماذون تھے وہ بھی یہاں تشریف لاتے۔ وہ یہاں میرے ساتھ اس طرح ملتے جس طرح کوئی شاگرد اپنے استاذ کے ساتھ ملاقات کرتا ہے۔

یہ آپ کی کم نفسی انتہائی تواضع اور فنائیت کی دلیل ہے۔ ان کے اس رویہ پر مجھے ازحد ندامت ہوتی۔

حضرت صدر صاحب مولانا عبدالحلیم صاحب قدس سرہ کے علاوہ آپ کے دیگر تلامذہ میں حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب بانی ومہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک۔ حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحب مدظلہ مفتی وشیخ الحدیث دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب شہرت دوام کے مالک ہیں۔

مورخہ ۴ر شعبان المعظم ۱۳۹۷ھ کو آپ کا سانحہ ارتحال پیش آیا آپ کی وفات پر حضرت الاستاذ مولانا سمیع الحق صاحب اپنے تعزیتی ادارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔ ۴ر شعبان ۱۳۹۷ھ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو صوبہ سرحد کے ایک گمنام متبحر عالم اور صاحب دل بزرگ حضرت مولانا عبدالرزاق صاحب مجددی نقشبندی ساکن شاہ منصور للالہ کا تقریباً ۸۵ برس کی عمر میں انتقال ہوگیا۔ نماز جنازہ اور تدفین ان کے آبائی گاؤں شاہ منصور تحصیل صوابی میں ہوئی علماء وصلحاء نے دور دراز سے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ معقولات اور منقولات کے جامع علماء میں سے تھے تعلیم سرحد کے مختلف مقامات پر حاصل کی اور پھر دہلی۔ مکھڈ، مردان اور اکوڑہ خٹک کے مدارس میں عمر بھر اعلیٰ کتب کی تدریس ان کا مشغلہ رہا علوم ریاضی منطق معانی اور تفسیر میں بڑی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے تلامذہ میں حضرت حاجی محمد امین صاحب ترنگزئی۔ حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب مینی کے علاوہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ اور مولانا مفتی محمد فرید صاحب مفتی دارالعلوم حقانیہ جیسے اکابر علم وفضل شامل ہیں۔

علوم ظاہریہ کے ساتھ علوم باطنیہ اور سلوک وارشاد سے بھی تعلق رہا۔ حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی خانیوال کے اولین خلفاء میں سے اور سلاسل سبعہ میں مجاز تھے۔ صاحب جذب بزرگ کم گو، ہمہ وقت ذاکر، زہد وقناعت میں بزرگوں کا نمونہ تھے۔

(الحق۔ جولائی ۷۷ء)